AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اردو میں اینٹی غزل کا تجربہ

EXPERIMENT OF ANTI-GHAZAL IN URDU

ڈاکٹر محمد شفیق آصف

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سرگودھا

محمد عمیر آصف

پی ایچ ڈی اسکالر، الحمد اسلامک یونی ورسٹی اسلام آباد کیمپس

Dr. Muhammad Shafiq Asif
Assistant Professor Urdu Department, University of Sargodha
Muhammad Umair Asif
PhD Scholar, Alhamd Islamic University, Islamabad Campus

Abstract
In Urdu poetry, "Anti Ghazal" is actually the result of the feeling and perspective that wants to see Ghazal different from conventional system in terms of aesthetics and technical aspects, so it was not an easy task to break this stable tradition and form of Ghazal. So, after independence, a few young poets felt that the meaning of the Ghazal was confined to the atmosphere and the non-expression required a new style, and this reaction, although it was not serious, was so intense that these young people started introducing "Anti-Ghazal" which created a form of mockery.

کلیدی الفاظ: جدید غزل، اینٹی غزل، شعری تجربات، جدیدیت،

جدید دور کے زیر اثر اردو غزل میں نئی علامتوں، تراکیب اور تلازمات نے غزل کے روایتی پیکروں کو توڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس نئی فضا نے تخلیق کار کے مزاج کو روایت سے نکال کر جدّت آشنا کیا۔ جدید غزل آئینہ حیات اور صحرائے بسیط کی مانند ہے جبکہ جدید غزل میں جدید شہروں کی سرگزشت اور لہلہاتے ہوئے درختوں، کے ساتھ زندگی کی جھلملاتی ہوئی تصویریں بھی ہیں۔ جدید تر غزل، جدید نسل کے طرزِ احساس اور طرزِ بیان سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے کیونکہ بدلتے ہوئے موسموں اور زمان و مکاں کی تنہائی بھی جدید عہد کی نسل کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ لہٰذا جدید تر غزل گو تنہائی کی شاموں کے حصار میں رہ کر اُس کا تخلیقی اظہار اپنے اشعار کی صورت میں کرتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

آج کے نئے لکھنے والوں تک جدید غزل کا جو پیکر نمایاں ہوا اُس کی پہلی خصوصیت فرد کی تنہائی اور بے معنویت ہے۔ دوسری خصوصیت "لمحہ آزادی" کے رُوبرو آنا ہے، مگر یہ آزادی محض سیاسی یا معاشی نوعیت کی نہیں۔ اِس آزادی کے نفسیاتی، موجودی اور آفاقی پہلو بھی ہیں۔ (1)

ڈاکٹر شمیم حنفی کے بقول:

جدیدیت موجودہ عہد کے شعور اور دقت کے حصار میں گھرے ہوئے اِنسان کی عارضی ابدی اُلجھنوں، اِس کے تہذیبی رویوں تخلیقی میلانات کا ایک ناگزیر رُخ ہے۔ (2)

جدید معاشرے میں تنہائی مشینی زندگی کی بدولت اِنسانی سوچ کا حصہ بنی ہے۔ آج کا اِنسان بظاہر تو زندگی کے رنگوں سے بھرپور نظر آتا ہے تاہم مصروف اِنسانی زندگی نے اُسے تنہائیوں کی بھیڑ میں گم کر دیا ہے۔ آج کا اِنسان نفسا نفسی کا شکار ہے نت نئی ایجادات نے اِنسانی ذہن کو ماضی کے مقابلے میں "اسٹریو ٹائپ" بنا دیا ہے، تاہم

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جدیدیت اِنسان کو ہر لمحہ تبدیلی ہوتی ہوئی صورتِ حال سے منسلک کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ آج کے ترقی یافتہ ماحول میں پوری دنیا ایک گلوبل ولیج میں تبدیل ہو گئی ہے۔ لہٰذا جدیدیت نے معروضی زندگی کے اِس رُخ کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

اُردو غزل کی مضبوط اور مستحکم روایت کے ہوتے ہوئے غزل میں اِس طرح کے تجربات اس بات کا ثبوت ہیں کہ غزل میں ایسے تجربات دراصل جدید اُردو نظم کے زیرِ اثر ظہور پذیر ہوئے ہیں، اُردو نظم نے بے شمار تجربوں سے گزر کر جو تخلیقی سفر طے کیا ہے اُس کی اثر آفرینی ایسے تجربات کی صورت میں اُردو غزل نے بھی قبول کی ہے۔ ہر چند کہ اس طرح کے غزلیہ تجربات آزادی کے بعد تخلیق ہونے والی غزل میں کیے گئے تاہم کلاسیکی دَور میں انشاء اللہ خان انشاء جیسے باکمال شاعر "ہزل" لکھ کر اُردو غزل میں تجربات کا راستہ کھول چکے تھے، جبکہ بیسویں صدی میں یاس یگانہ چنگیزی اور شاد عارفی نے بھی اِس قسم کے غزلیہ تجربات کیے ہیں، ساٹھ کی دہائی میں نظم کی طرح غزل میں بھی لسانی تشکیلات کے تجربات اینٹی غزل کی صورت میں ظہور پذیر ہوئے، اینٹی غزل کے اِس رُجحان کو سلیم احمد، ظفر اقبال، اختر احسن، عادل منصوری اور خلیل رامپوری نے تقویت عطا کی۔

ہر چند کہ اُردو غزل کا ہیئتی نظام صدیوں سے ایک مستحکم حیثیت کا حامل ہے تاہم جدید نظم کے زیرِ اثر اِس کی پُر شکوہ عمارت میں بہت سی نئی ہئیتوں کا ظہور بھی ہوا ہے۔ غزل کے ہیئتی وجود میں اوزان بنیادی اہمیت کے حامل ہیں البتہ اس کے تخلیقی وجود کے لیے کوئی خاص بحر یا وزن مخصوص نہیں ہے۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی لکھتے ہیں:

قدما نے بھی غزل کی ہیئت میں تجربے کیے ہیں، مستزاد، مثلث، مخمس اور مسدس کے چوکھٹوں میں رکھ کر آزمایا اور تضمینیں بھی لکھی ہیں۔ اِس لیے اگر آج کا غزل گو اس میں کسی دوسری نوعیت یا طریقہ کار سے تجربہ کرتا ہے تو اِس میں کوئی جرم نہیں بلکہ اچھی بات ہے البتہ ضرورت اس کی ہے کہ جو کچھ وہ کہے اُس کے ابلاغ میں پیچیدگی نہ ہو، آسانی سے سمجھ میں آسکے، اگر یہ نہ ہو تو صرف ہیئت میں جدّت اِس کی مقبولیت کی ضامن نہ ہو سکے گی۔ (3)

اصناف شاعری میں غزل مختلف ادوار سے گزر کر بھی زندہ و تابندہ ہے۔ اِس صنفِ سخن کو یہ کمال بھی حاصل ہے کہ یہ ہر عہد کی سماجی اور تہذیبی زندگی سے مکمل طور پر مربوط ہو کر اُس کا تہذیبی حصہ بن چکی ہے۔ انجمن پنجاب کے نظمیہ مشاعروں کے بعد بعض ناقدین نے غزل کو موت کی طرف اشارہ بھی کیا۔ مگر اِس کے باوجود نہ صرف غزل کا تخلیقی سفر باقاعدگی سے جاری رہا، بلکہ اس کے ہیئتی نظام میں بھی بہت سے تجربات ہوئے جس سے اُردو غزل کو اور زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی، تغیر اور تبدیلی ایک مثبت رویہ ہے کیونکہ ہر عہد کے علوم و فنون میں تغیراتِ زمانہ مختلف شکلوں اور صورتوں میں رونما ہوتے ہیں، علم و فن کی یہی تبدیلیاں ادب کی تخلیقی اصناف میں برابر اثر پذیر ہوتی ہیں۔

اُردو غزل میں عروضی اور ہیئتی سطح پر بہت سے ایسے تجربات ہوئے ہیں جو اِس بات کی دلیل ہیں کہ غزل جیسی مستقل مزاج ہیئت میں بھی نئے تجربات کی گنجائش موجود ہے "آزادی کے کچھ عرصہ بعد چند نوجوان شاعروں نے محسوس کیا کہ غزل ہیئت اور موضوع کی معیّن فضا میں محبوس ہے اور نیا اظہار نئے انداز کا متقاضی ہے اور یہ ردِ عمل اگرچہ غیر سنجیدہ تھا لیکن اتنا شدید تھا کہ اِن نوجوانوں نے "انٹی غزل" متعارف کرانی شروع کی جس نے تضحیک و استہزا کی صورت پیدا کر دی۔" (4)

اُردو شاعری میں "اینٹی غزل" دراصل اُسی احساس اور نقطہ نظر کا نتیجہ ہے جو غزل کو ہیئتی اعتبار سے تغیر پذیر دیکھنے کا خواہاں ہے۔ قبل ازیں اُردو غزل جمالیاتی اور فنی زاویوں کے اعتبار سے ایک مضبوط اور روایتی نظام سے جڑی ہوئی تھی لہٰذا غزل کی اِس مستحکم روایت اور شکل کو توڑنا کوئی آسان کام نہ تھا، ایسے حالات میں "اینٹی غزل" کا تجربہ ایک جرات مندانہ قدم تھا۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

اینٹی غزل اکہری اور منفی تھی، اس نے غزل کے ایمائی اور رمزیاتی مزاج کو مجروح کیا، اِس نے غزل کی قدیم روایت کو شکستہ کیا۔ گہری معنویت اور داخلی آہنگ کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور کھردرے، غیر حسی، ناشائستہ اور بے جذبہ اظہار کی طرح ڈالی۔ چنانچہ اسے غزل کے بجائے غزل کی مضحک پیروڈی شمار کیا گیا۔ (5)

ہر چند اُردو غزل میں اس طرح کے زیادہ تر تجربات آزادی کے بعد لکھی جانے والی غزل کے ردِ عمل کے طور پر ظہور پذیر ہوئے تاہم کلاسیکی شعراء میں انشاء اللہ خان انشاء ایک ایسے شاعر ہیں جن کے یہاں "ہزل" کی جھلکیاں پائی جاتی ہیں۔

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ڈاکٹر انور سدید کے مطابق:

انیسویں صدی میں اس قسم کی ہزل کے آثار انشاء اللہ خان انشاء کے ہاں نظر آتے ہیں۔ بیسویں صدی میں یاس یگانہ چنگیزی اور شاد عارفی کی کلبیت نے بھی اِن سے اس قسم کے اشعار کہلوائے۔ ساٹھ کی دہائی میں نئی لسانی تشکیلات کے شوق میں چونکانے کی کوشش اینٹی غزل کی صورت میں ظاہر ہوئی اور بعض شعراء نے اِس غیر جمالیاتی تجربے کو داخل کی واردات بنائے بغیر قبول کر لیا۔(6)

اینٹی غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کوئی تو نفسِ اَمارہ کو ٹوکے !!
کہ حد سے بڑھ چلا ہے اب یہ سنڈا
(سلیم احمد)

چمک چمکارنے، شب شیرنے کے
مزے محکم، الف زنجیرنے کے
(ظفر اقبال)

ایک پانچے کا پانچ بنا
دو پانچے کا بنے گا دس
(اختر احسن)

پڑے ہو راہ میں پتھر کی صورت
گذرنے والوں کی لاتیں بھی کھاؤ
(عادل منصوری)

سر پر ٹوپی اور نہ جوتا پیروں میں
کس کی یہ بندوق اُٹھائے پھرتے ہو
(خلیل رامپوری)

"اینٹی غزل" کا یہ تضحیکی رُجحان زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ پڑھنے والوں نے اس کی شدید مخالفت کی اور ردِ عمل میں ہنگامی نوعیت کے اشعار لکھ کر نفرت کا اظہار بھی کیا گیا۔(7)

اینٹی غزل کو ہم غزل کی کلاسیکی روایت کے خلاف ایک ردِ عمل بھی قرار دے سکتے ہیں کیوں کہ غزل کی کلاسیکی روایت دوسری اصنافِ شاعری کے مقابلے میں زیادہ مستحکم رہی ہے۔ اردو غزل میں اس طرح کے نئے تجربے غزل کے لیے ہرگز نقصان دہ نہیں ہیں بلکہ ان تجربات کے نتیجے میں غزل کا دامن اور زیادہ وسیع ہوا ہے۔ اینٹی غزل جیسے تجربات کی بدولت اردو غزل میں نثری غزل، آزاد غزل، مکالماتی غزل جیسے تجربات بھی نے اردو غزل کو نئے ذائقوں سے آشنا کیا ہے۔

حوالہ جات

1۔ وزیر آغا،ڈاکٹر،"معنی اور تناظر"،مکتبہ نردبان، سرگودھا،1998ء، ص263۔

2۔ شمیم حنفی،ڈاکٹر،"جدیدیت کی فلسفیانہ اساس"،دہلی،1977ء، ص71۔

3۔ نورالحسن ہاشمی،ڈاکٹر،"تاثرات"، مشمولہ: آزاد غزل-شناخت کی حدوں میں، مرتب علیم صبانویدی،انجمن مصنفینِ اُردو، مدراس،1983ء، ص64۔

4۔ انور سدید،ڈاکٹر،"اُردو ادب کی مختصر تاریخ"،لاہور، عزیز بک ڈپو، طبع پنجم2006ء، ص513۔

5۔ ایضاً

6۔ ایضاً

7۔ انور سدید،ڈاکٹر،"اُردو ادب کی مختصر تاریخ"،لاہور، عزیز بک ڈپو، طبع پنجم2006ء، ص513 تا514۔